ایران کا فن تعمیر

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے ہزار سال قبل

شہر شوش کے شمال مغرب میں تپہ مؤسیان نامی مقام پر جو ستون دریافت ہوا ہے اس کی بنیاد پر ماہرین آثار قدیمہ اس رائے کے حامی ہیں کہ ایران میں عمارتوں کی تعمیر میں تقریباً چھ ہزار سال قبل ستونوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن اس ملک کی اہم ترین عمارت جس کا صدر دالان ستونوں پر قائم تھا۔ شہر نقدہ کے قریب واقع ہے۔ ایران کی قدیم یادگار عمارتوں میں وہ ایلامی مندر بھی شامل ہے جو حضرت

تصویر ایران

ہخامنشی دور کے نامور بادشاہ داریوش کے محل کے صدر دروازہ کا ایک منظر

عیسیٰ کی ولادت سے قبل دو ہزار سال کی مدت کے درمیان کسی وقت میں تعمیر کیا گیا تھا۔اس کے علاوہ حسنلو نامی قلعہ بھی ایک محکم عمارت تھی۔ جس میں کمرے، دالان، دہلیزیں صحن اور ستون وغیرہ اصول فن معماری کے مطابق پتھر، چونے کچی اور پکی اینٹوں سے حضرت عیسیٰ کی ولادت سے تقریباً نو سو سال قبل بنائے گئے تھے اور اس کا شمار اس عہد کی قابل ذکر عمارتوں میں ہوتا تھا۔

ماد خاندان کے عہد کی قبریں اور سردابے

حسنلو قلعہ کے بعد ستون دار عمارت کا جائزہ لینے کے لئے ہمیں ان مقبروں کی جانب رجوع کرنا چاہئے جو پہاڑوں کو کاٹ کر ان کے اندر بنائے گئے ہیں کیوں کہ ان میں سے بعض ماد خاندان کے عہد کی یادگار ہیں (یہ خاندان حضرت عیسیٰ کی ولادت سے قبل آٹھویں صدی کے اواخر میں ایران پر حکمراں تھا) اور یہ عمارتیں اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اس خاندان کے فرمانروا شاندار عمارات کی طرز تعمیر سے بخوبی واقف تھے، اس دور کی عمارات میں ستونوں کا استعمال عام تھا۔ پہاڑوں کو کاٹ کر ان میں جو سرداب بنائے گئے ہیں ان کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کے دہانے پر جو دالان بنائے گئے ہیں وہ ستونوں پر قائم ہیں اگر چہ انہیں پہاڑ کاٹ کر ان کے اندر بنایا گیا ہے۔ چوبی عمارات کی تعمیر کا اہم ترین ماخذ یہی سنگی سرداب ہیں۔ اگر چہ اس زمانے کی کوئی چوبی عمارت تو اب تک دریافت نہیں ہوئی مگر بعد کے ادوار میں جو چوبی عمارتیں تعمیر ہوئی ہیں ان میں نقش و نگار کی وہ تمام جزئیات موجود ہیں جو ان سردابوں کا خاصہ رہی ہیں۔ بیشتر سردابوں میں عام نقش و نگاری کے ساتھ ہی وہ برجستہ نقوش بھی پائے جاتے ہیں جن میں رسومات عبادت کے مناظر پیش کیے گئے ہیں

ماد خاندان کے بادشاہ اصول شہر سازی سے بھی خوب واقف تھے۔ یونانی مورخ ہردوت حضرت عیسیٰ کی ولادت سے قبل وہ باد حکومت کے پایہ تخت ہگمتانہ (موجودہ ہمدان کے بارے میں لکھا ہے کہ اس شہر کی تعمیر میں اصول شہر سازی کو ملحوظ رکھا گیا ہے وہ لکھتا ہے کہ شاہی محل کی عمارت بہت محکم مگر بہت عجیب ہے۔ یہ سات قلعوں پر مشتمل ہے جن میں ہر قلعہ دوسرے قلعے کے اندر بنا ہوا ہے جن میں ہر قلعے کے اندر باہر کی جانب کنگورے سفید، سیاہ، نارنجی، نیلے، سرخ سنہری اور روپہلی)

رنگوں کے بنائے گئے ہیں۔ شاہی محل جو بہت بلندی پر بنایا گیا ہے اور سرکاری خزانہ آخری قلعہ کی حدود میں ہے۔

صوبہ ہمدان میں ہی ۱۹۷۶ء کے دوران ماد خاندان کے عہد کی دیگر عمارت دریافت کی گئی۔ جو آتشکدے، ایوان، ستون دار دالان، مرکزی عبادت گاہ، کمروں، ذخیروں سرنگوں اور قلعے کی دیواروں پر مشتمل ہے۔

ہخامنشی دور کی معماری

ایران کے فنون لطیفہ کی تاریخ میں ہخامنشی عہد کی معماری فنکاری کا حیرت انگیز نمونہ ہے۔ اس دور کے فنکاروں نے حکومت کے مراکز اور جتنے بھی پایۂ تخت رہے ان میں ایسے محکم محلات تعمیر کئے کہ ڈھائی ہزار سال گذرنے کے بعد آج بھی وہ اپنی پوری دل کشی و زیبائی کے ساتھ قائم ہیں۔ یہ عمارات بھی ستونوں پر مشتمل ہیں جن کے سروں پر شیر، گھوڑے، سانڈ، عقاب وغیرہ کے مجسمے نصب ہیں۔ ان کے علاوہ ان پر ایسے بھی مجسمے دکھائے گئے ہیں جن کا سر تو انسان کا ہے اور جسم سانڈ کا، یا انسان کے جسم پر عقاب کے پر لگے ہوئے ہیں اور سر انسان کا ہے اور کان گائے کے۔ ستونوں پر (کھپرے، لکڑی جیسی) چھانکیں، ان کی اونچائی اور زیبائی آنکھوں کو دعوت نظارہ دیتی ہے۔ اس دور کی عمارات میں قابل ذکر شاہی محلات مقابر اور آتشکدے ہیں۔

پاسار گاد شہر میں جو عمارات پائی گئی ہیں وہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے پانچ سو پچاس سال قبل کوروش بادشاہ کے حکم سے تعمیر کی گئی تھیں۔ وسیع محلات جو ایک بہت کشادہ چبوترہ پر تعمیر کئے گئے ہیں دیوان عام، دیوان خاص اور مشرقی محل کے نام سے مشہور ہیں۔ مشرقی محل کا جو دروازہ پاسار گاد کے نام سے بھی مشہور ہے کبھی مرکزی ایوان تھا، جس میں آٹھ بلند ستون دو قطاروں میں بنے ہوئے تھے اور ان پر چوبی چھت قائم تھی۔ اب ان میں سے ایک ہی باقی رہ گیا ہے جس پر ایسے انسان کا مجسمہ کندہ ہے جس کے چار شہپر دکھائے گئے ہیں۔ شاید ہخامنشی دور کی ہی وہ قدیم ترین یادگار ہے جو کوروش کے عہد سے اب تک باقی چلی آرہی ہے۔ پاسار گاد کے بعد ہخامنشی دور کی زیبا ترین پتھروں پر نقاشی کرمانشاہ شہر

کے ایوان بیستون میں دیکھی جاسکتی ہے جس زمانے میں پاسار گادہی ہخامنشی خاندان کا پا۔تخت تھا، داریوش بادشاہ نے فیصلہ کیا کہ شہر شوش کو دار الحکومت قرار دیا جائے جس کی تعمیر میں بابلی، مادی، لیدی و تصری معماروں اور فنکاروں نے اپنی فنکاری کے جوہر دکھائے تھے۔

تخت جمشید چبوترے کے محلات ہخامنشی خاندان کے بادشاہ داریوش کے زمانے میں کوہ رحمت نامی پہاڑ کے دامن پر منطقہ فارس میں تعمیر کئے گئے تھے، یہ وہ وسیع و عریض عمارت ہے جس کے ہر محل میں اختراع و جدت پسندی کو خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھا گیا تھا اس عظیم الشان عمارت کی تکمیل میں داریوش بادشاہ کے بعد تقریباً سب ہی حکمرانوں نے حصہ لیا۔ جو محلات یہاں دریافت کئے ہیں ان میں ایک آپادیا محل ہے جو بار عام کیلئے مخصوص تھا اور جس میں خصوصی مہمانوں کی پذیرائی کی جاتی تھی۔ یہ محل داریوش اول نے بنوایا تھا۔ کاخ صد ستون (سوستونوں کا محل) مربع شکل کا تھا اور تخت جمشید کے شمالی حصے میں بنایا گیا تھا۔ کاخ سہ دروازہ (تین دروازوں کا محل) ایوان مشاورت کے نام سے مشہور تھا، یہ ان عمارات کے درمیان واقع تھا جو تخت جمشید چبوترے پر بنی ہوئی ہے۔ تچر محل، وہ دل کش عمارت ہے جہاں داریوش بادشاہ موسم سرما میں رہا کرتا تھا۔ تخت جمشید کی دیگر عمارات کے بر خلاف اس محل کا رخ جنوب کی جانب رکھا گیا ہے تاکہ سورج کی تمازت پورے محل کو گرمی پہنچا سکے۔

ہدیش محل

یہ کبھی خشایار شاہ کا محل تھا۔ اس کا مرکزی مربع شکل کا ایوان چھتیس ستونوں پر قائم تھا۔ اس کے سامنے ہی دوسرا ایوان تھا جس میں چھ ستون دو قطاروں میں نصب کئے گئے تھے۔ اس محل میں چوں کہ چوبی ستون استعمال کئے گئے تھے اسی لئے وقت گذرنے کے ساتھ وہ تو ختم ہوگئے البتہ ان کے سنگی پائے باقی رہ گئے ہیں۔

خزانہ محل

یہ مربع و مستطیل عمارت ہے۔ اس میں کئی ستون دار ایوان ہیں جن کی چھت چوبی ستونوں پر قائم تھی اور اسے تخت جمشید چبوترے کے جنوب میں بنایا گیا تھا۔

مذکورہ بالا عمارات کے علاوہ تخت جمشید چبوترے پر دیگر عمارات بھی ہیں جن میں غالباً فوج رہتی تھی۔ تخت گاہ کے اطراف میں ایک دیوار ہے جو چونے اور پتھر سے بنائی گئی ہے جس میں مناسب جگہوں پر برج بھی تھے۔ دیواریں پتھر اچھی طرح تراش کر چنے گئے ہیں مگر ان میں مصالحے کا استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ انہیں لوہے کی پاموں سے جوڑا گیا ہے۔ چبوترے تک جانے کے لئے ایک سودس سیڑھیاں، دو قطاروں میں بنائی گئی ہیں جن پر آسانی سے اترا اور چڑھا جا سکتا ہے۔

تخت جمشید کے محلات کی ایک خوبی یہاں کے نقش و نگار ہیں جن میں جشن نوروز اور درباری مراسم کے مناظر کندہ کئے گئے ہیں۔ مختلف اقوام کے نمائندے تحفے اور نذرانے لئے پورے وقار کے ساتھ بادشاہ کے حضور میں پہنچ رہے ہیں۔ پس منظر میں گل بابونہ اور سرو کے درخت نمایاں ہیں۔ ان پر جستہ نقوش کندہ ہیں۔ ہخامنشی خاندان کے بادشاہوں کا وہ کتبہ یہاں قابل ذکر ہے جو کرمانشاہ کے نزدیک واقع بیستون نامی عمارت میں نصب ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ داریوش بادشاہ کس طرح اپنی حکومت کے ابتدائی دور میں حالات پر قابو پا رہا ہے۔ اس بادشاہ کا پیکر جن دوسرے بارہ درباری امراء کے ساتھ کندہ کیا گیا ہے ان کے مقابل اس کا قد و قامت زیادہ بر جستہ اور نمایاں طور پر پیش کیا گیا ہے۔

اشکانی اور ساسانی دور کی معماری

اشکانی یا پارتی خاندان کے حکمرانوں نے حضرت عیسیٰ کی ولادت سے تقریباً دو سو پچاس سال قبل ایران میں اقتدار حاصل کرنا شروع کیا۔ ابتدا میں وہ یونانی فنون لطیفہ کی پیروی کرتے تھے مگر کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد ایران کی قومی و روایتی فن تعمیر کی جانب مائل ہوگئے۔ ان تعمیرات کا انحصار ان کی خیمہ نشین زندگی پر ہے۔ یعنی ایک مرکزی چہار گوشہ صحن اور اس کے اطراف میں دالان۔ چنانچہ فن تعمیر کی یہی وہ خصوصیت ہے جو ایران سے ماوراء النہر لے جائی گئی۔ اس فن تعمیر میں جو تبدیلیاں واقع ہوئیں ان کا مشاہدہ اسلامی عہد کی فن تعمیر اور بالخصوص سلجوقی خاندان کے دور حکومت میں کیا جا سکتا ہے۔

اشکانی خاندان کے حکمرانوں کو جیسے ہی عروج حاصل ہوا انہوں نے فن تعمیر، بالخصوص عمارات کے چہرے کی زیبائی کی جانب بیشتر توجہ دی۔ ان کی یہی کوشش تھی کہ دیواروں کو جس قدر ممکن ہو سکے دیدہ زیب بنایا جائے۔ جب اس فن میں توسیع ہوئی تو نقش و نگار کے ساتھ چہرے کی آستر

کاری پر برجستہ نقوش بھی بنائے جانے لگے۔ جس کا بہترین نمونہ صوبہ سیستان کی ہامون جھیل میں واقع کوہ خواجہ نامی معبد میں دریافت ہوا ہے۔ اشکانی دور کی تعمیرات میں نیم دائرہ محرابوں اور پتھروں کے جوڑوں کو ملانے کے لئے چکنے پتھر کی پٹی کا استعمال بھی کیا جاتا تھا۔ زیب وزینت کے لئے برجستہ نقوش بھی بنائے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ ستون پر گہری دھاریاں بھی تراش کر بنائی جاتی تھیں۔ یہی نہیں بلکہ اس دور کی فن معماری دیگر فنون لطیفہ کے ساتھ بازنطینی اور ساسانی ادوار میں بھی منتقل ہوئی۔ یہاں یہ کہنے میں بھی تامل نہیں کہ شاید محراب دار یا لداؤ کی چھت (جو ایران میں بہت مقبول و معروف ہے) کی تاریخ اشکانی دور سے شروع اور ساسانی دور میں تکمیل پذیر ہوئی۔

پارتی اور ساسانی طرز معماری پر جو عمارات بنائی گئیں ان میں بنیادی طور پر ایسی ہم آہنگی اور ہم بستگی پائی جاتی ہے کہ ماہرین فن تعمیر ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ یہ عمارات کس دور کی ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر تیسفون میں واقع کاخ مداین (مدائین محل) کو ہی لے لیجئے۔ اس کے بارے میں حتمی طور پر کسی رائے کا اظہار نہیں کیا جاسکا ہے۔ تاریخی پہلو سے قطع نظر، ساسانی اور اشکانی طرز تعمیر اس قدر مشابہ ہے کہ اس کے بارے میں بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس میں سکونت پذیر صاحبان اقتدار تو بدل گئے مگر طرز تعمیر میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

ساسانی خاندان کے حکمران صوبہ پارس کے باشندے تھے اور خود کو ہخامنشی خاندان کا وارث و جانشین کہتے تھے۔ انہوں نے دین زرتشت کی سرکاری سطح پر سرپرستی کی، اور فنون لطیفہ میں وہ جدت و ندرت پیدا کی کہ جس کا شمار رومی اور بازنطینی فنون لطیفہ کے ہم پلہ و برابر کیا جانے لگا اور کہیں کہیں تو ان پر بھی سبقت لے گیا ہے۔

یہی نہیں بلکہ عربوں کی فتوحات کے بعد جن فنون لطیفہ کو اسلامی فنون لطیفہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ان پر ساسانی محراب کا گہرا اثر ہے۔

مربع شکل عمارت پر محراب بنانے کا ہنر ساسانی عہد حکومت سے ہی ایرانی اور مغربی فن تعمیر میں منتقل ہوا۔ اس دور کے معماروں کو اس امر پر دسترس حاصل تھی کہ کس طرح چہار دیواری فضا کے درمیان وسیع عریض خالی جگہ پر چھت بنائی جائے۔ ساسانی عہد کے بعض فنی اصول نے یورپ میں

نوکدار محراب کے لئے راہ ہموار کی۔ عمارات کے درمیان باہمی ربط ویگانگی اس دور کے فن معماری کا خاصہ ہے۔ پوری عمارت کی بنیاد گنبد پر قائم کی جاتی تھی جس کے گرداگرد دالان، حجرے، حجرہ نما کمرے اور نیم دائرہ نما محرابیں وغیرہ کی تعمیر ہوتی تھی۔

چونے کے آستر پر نقش کا کام، لعابی خشتکاری اور دیواروں کی نقاشی ساسانی عہد کی عمارات کی آرائش وزیبائش میں شامل ہیں۔ اس دور کے فنون لطیفہ میں جو تنوع نظر آتا ہے وہ ہمسایہ ممالک کے فن کا مرہون منت ہے۔ چنانچہ فیروز آباد محل میں جو لعابی خشتکاری کے ذریعے تصاویر منقش کی گئی ہیں اس میں اہل روم کی طرز روش نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ لیکن بعض جگہ ان ہی خشت پاروں پر ایسی ابھی تصاویر نظر آتی ہیں جن میں مولود بچوں اور انسانوں کے نقوش میں خالص ایرانی اسلوب کو بروئے کار لایا گیا ہے۔ اس دور کی دوسری آرائش وزیبائش میں قابل ذکر فن سنگتراشی ہے جو لطافت ونفاست کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہے۔ چنانچہ کرمانشاہ شہر میں واقع طاق بستان اور نقش رستم نامی عمارات کے نقوش اس دور کا شاہکار نمونہ پیش کرتی ہیں۔

مجموعی طور پر ساسانی عہد کا فن معماری روایتی فن تعمیر اور مرکزی ومشرقی ایران کی خشک آب وہوا کے باعث معرض وجود میں آیا۔ چنانچہ اس عہد کی عمارات میں خواہ وہ شاہی محل ہوں یا آتشکدے یا گنبد نما عمارات یا چار ضربی محرابوں پر قائم ایوان ودالان اور وہ چوبرجیاں جو صرف آتشکدوں کے لئے ہی مخصوص تھیں اس دور کے مروج اصول فن تعمیر پر ہی قائم ہیں اور یہ حقیقت ان عمارات سے عیاں ہے جو زمانے کی ستمکارانہ تباہی سے محفوظ رہ گئی ہیں۔ یہاں صرف کاخ فیروز آباد (فیروز آباد محل) صوبہ فارس میں کاخ سروستان یسطیفون میں ایوان مداین، صوبہ خوزستان میں ایوان کرچہ، جیسے محلات اور تہران۔ ورامتن شاہراہ پر واقع آتشکدہ، کاشان میں آتشکدہ نیاسر، تخت سلیمان میں آتشکدہ گشنسب، قصر شیریں عمارت کے ذکر پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆